مصحفِ مدینہ اور پاکستانی مصاحف کے ضبط کا تقابل

سارہ بانو*

حافظ انس نضر مدنی**

Abstract:

Comparative Study of Mus'haf-e- Madina and Pakistani Masaahif, Regarding Ilmuz-zabt:

No doubt all branches of Quranic studies are important. One of these important Quranic studies is called "Ilmuz-zabt". Where phonetics and linguistics of the Holy Quran like "Harkaat", "Tanveen", "sakoon", "tashdeed", "madd" and "hamza" etc are discussed in details. Correct recitation of Holy Quran in text form is very necessary for every Muslim and authenticity of the text of Holy Quran is based on "Ilmuz-zabt" but we do not have a little knowledge about this. Unfortunately the set of rules described by "Ilmuz-zabt" is not followed while printing the "Masaahif" in Pakistan. And these masaahif contain lot of errors regarding "Ilmuz-zabt" like "tanveen", "idgham", "madd", "huroof e madda", "zayid huroof zabt" and "zabt of makhzoof haroof". And not even a single mas-haf is prepared where we can find the correct implementation of "Ilmuz-zabt"in Pakistan. In this article locally printed "Masaahif" are compared with "Mas-haf e Madina" regarding following the "Ilmuz-zabt". Because "Mas-haf e Madina" is a standard Mas-haf according to ilmuz-zabt.

Keywords: Quranic Studies, Ilmuz-zabt, Mas-haf, Linguistics.

علم الضبط کا تعارف:

قرآنِ کریم کی درست تلاوت کے لئے درست کتابت ایک بنیادی ضرورت ہے۔ صحتِ کتابت کا معیار اور اس کی بنیاد "علم الرسم" پر ہے۔ اور صحتِ قراءت کا دار و مدار بڑی حد تک "علم الضبط" پر ہے۔ضبط کے معنی محفوظ کرنے کے ہیں۔ علامہ جرجانی (ت816ھ) نے لکھا ہے:"الضبط: في اللغة: عبارة عن الحزم"[1] لغت میں ضبط کو مضبوط اور پختہ کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبکہ قراء کرام کی اصطلاح میں ضبط سے مراد ہے، کلمات و اعلام کو خط کے قواعدِ املائیہ اور نحو کے قواعدِ اعرابیہ کے التزام کے ساتھ اعراب لگانا۔ویسے تو در حقیقت وقف وابتداء، نقط الاعجام اور نقط الاعراب سب کا تعلق علم الضبط سے ہی ہے۔ لیکن قراء و شیوخ نے علم الضبط کو نقط الاعراب کے ساتھ خاص کیا ہے۔نقط الاعراب یا نقط الحرکات سے مراد وہ نقطہ (یانشان) ہے جو لفظ میں مختلف حرکات کے درمیان فرق کرنے کے لئے حرف پر لگایا جاتا ہے، جیسے فتحہ کا نقطہ حرف کے اوپر لگایا جاتا ہے اور کسرہ کا نقطہ حرف کے نیچے اور ضمہ کا نقطہ حرف

* پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس

کے سامنے یا درمیان میں۔[2] نقط الاعراب یا نقط الحرکات سے مراد وہ نقطہ (یا نشان) ہے جو لفظ میں مختلف حرکات کے درمیان فرق کرنے کے لئے حرف پر لگایا جاتا ہے، جیسے فتحہ کا نقطہ حرف کے اوپر لگایا جاتا ہے اور کسرہ کا نقطہ حرف کے نیچے اور ضمہ کا نقطہ حرف کے سامنے یا درمیان میں۔ دوسری صدی ہجری میں مشہور نحوی امام الخلیل بن احمد الفراہیدی (ت170ھ) نے ان نقاط کو مخصوص شکلیں دے کر خوبصورت اور مزین کر کے پیش کیا۔ اس کے بعد یہی طریقہ رائج ہو گیا جو آج تک مستعمل ہے۔

علم الضبط کی ضرورت

یہ موضوع اتنا غیر ضروری نہیں ہے جتنا اس کو سمجھا جاتا ہے کہ عام علماء اور قرّاء حضرات بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ بلکہ یہ نہایت اہمیت کا حامل ہے اور اس سے واقفیت اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ از خود تلاوتِ قرآنِ کریم اور تجوید کی تعلیم ضروری ہے۔ کیونکہ احکام الضبط سے عدمِ واقفیت کی بناء پر قرآنِ کریم کی صحیح تلاوت بہت مشکل ہے بلکہ غیر عربوں کے لئے تو تقریباً ناممکن ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی بنیادی ضرورت ہے کہ انہیں صحیح کتابت و ضبط والا مصحف مہیّا کیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کو تلاوتِ کلام پاک میں کوئی مشقت پیش نہ آئے۔ لیکن ہمارے ملک پاکستان میں ابھی تک باقاعدہ ایسا کوئی ادارہ نہیں جو قرآنِ کریم کی کتابت کے وقت اس سے متعلقہ تمام لفظی علوم کے اصول و قواعد کی پابندی کرتا ہو۔ دورِ حاضر میں بلکہ شروع سے ہی علم الضبط پر بہت محدود پیمانے پر اور چند گنے چنے افراد نے ہی کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام الناس بلکہ اکثر اہل علم کی بھی اس موضوع سے واقفیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ جبکہ قارئین کے لئے صحیح ضبط والا مصحف فراہم کرنا ہر ملک کی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح ہر علاقے میں اس کی قومی زبان میں بھی اس کے اصول وضوابط کو بیان کیا جانا چاہئے تاکہ عربی زبان پر عبور نہ رکھنے والے حضرات کے لئے بھی اس علم کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

علم الضبط سے متعلقہ چند مشہور تصانیف

باقاعدہ طور پر علم الضبط سے متعلق تو محدود کتب ہی میسّر ہیں۔ جبکہ علم الرسم اور علم القراءات کی کتب میں جہاں کسی کلمہ کی وضاحت کی ضرورت پیش آئے تو اس کے ضبط پر ضرورت کے موافق روشنی ڈالی گئی ہے۔

باقاعدہ عربی کتب میں امام ابو عمرو الدانی (ت444ھ) کی "المحکم فی نقط المصاحف" اور "النقط" اور "الإدغام الکبیر" جبکہ امام الدانی کے تلمیذِ رشید امام ابو داوٗد سلیمان بن النجاح (ت496ھ) کی "أصول الضبط" اور ابو عبد اللہ بن محمد

بن عبد اللہ الشریشی (ت 718ھ) المعروف بالخراز کی کتاب "عمدۃ البیان، المعروف لضبط الخراز" اور اس کی شرح یعنی علامہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الجلیل التنسی (ت 899ھ) کی کتاب "الطراز في ضبط الخراز" بنیادی کتب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

معاصر اور ثانوی کتب میں "دلیل الحیران علی مورد الظمآن" ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن سلیمان المارغنی کی کتاب علم الرسم پر ہے اور اس کا آخری چوتھائی حصہ علم الضبط پر مشتمل ہے اور "سمیر الطالبین فی رسم وضبط الکتاب المبین" علی بن محمد الضباع کی کتاب ہے اس کا کچھ حصہ علم الضبط پر مشتمل ہے۔ اور عبد الرزاق بن علی بن ابراہیم موسیٰ کی کتاب "إیفاء الکیل بشرح متن الذیل" یہ کتاب ضبط الخراز کی شرح ہے۔ اور "رسم المصحف وضبطه بین التوقیف والاصطلاحات الحدیثة" الدکتور شعبان محمد اسماعیل کی کتاب اور "رسم المصحف ونقطه" الدکتور عبد الحی حسین الفرماوی کی کتاب اور "إرشاد الطالبین إلی ضبط الکتاب المبین" محمد سالم المحیسن کی کتاب اور "قواعد الضبط للقرآن الکریم" قاری خلیل الرحمٰن آف کراچی کی کتاب اور "منہج الضبط" محمد اسد اللہ کی کتاب اور "علامات الضبط في المصاحف" الدکتور احمد خالد یوسف شکری کی کتاب اور "الضبط المصحفي نشأته وتطوره" الدکتور عبد التواب مرسی حسن الأکرت کی کتاب اور "السبیل إلی ضبط کلمات التنزیل" احمد محمد ابو زیتحار کی کتاب اور "الإیضاح الساطع" الطالب عبد اللہ بن الشیخ محمد الامین الجکنی الشنقیطی کی کتاب عربی زبان میں موجود ہیں۔ یہ کتابیں اختصار پر مبنی ہیں۔ ڈاکٹر قاری حافظ رشید احمد تھانوی نے عربی زبان میں "تزئین المصاحف" نامی کتابچہ تحریر کیا ہے جو 24 صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ڈاکٹر صاحب نے چند پاکستانی مصاحف کے نمونے دیے ہیں اور ان کی نامناسب صفات کو واضح کیا ہے، اور ان مصاحف کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کی کتابت نسبتاً بہتر ہے اور ان کی نمایاں خصوصیات کا بھی ذکر کیا ہے۔ "جھود علماء شبه القارة الهندیة" کے عنوان سے بھی ڈاکٹر موصوف نے ایک کتابچہ لکھا ہے جو 28 صفحات پر مشتمل ہے اس میں ڈاکٹر صاحب نے برِّ صغیر کے علماء کی قرآنِ کریم کے لفظی علوم کے متعلق کی جانے والی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔

علم الضبط پر اردو خدمات

اردو زبان میں اس موضوع پر کام تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ تاہم "قواعد الضبط" کے عنوان سے قاری عبد المالک آف کراچی کا ایک کتابچہ موجود ہے اور "علم الضبط" کے عنوان سے حافظ محمد مصطفیٰ راسخ نے ایک کتابچہ لکھا ہے۔ اور پروفیسر حافظ احمد یار کی کتاب "قرآن وسنت چند مباحث" میں "علاماتِ ضبط کی ابتداء" کے عنوان سے ایک مضمون ہے جس میں برِّ صغیر کے مصاحف کے چند کلمات کے ضبط کی نشاندہی کی گئی ہے اور علم الضبط کی ابتداء اور دور حاضر میں اس کی ضرورت واہمیّت پر زور دیا گیا ہے۔

ادارہ محدث کے مجلّہ "رُشد" کی خصوصی اشاعت "قراءات نمبر" کے شمارہ نمبر 2 ستمبر 2009ء میں "علم الضبط کا آغاز وارتقاء اور ممیّزات" کے عنوان سے ایک مضمون حافظ احمد یار صاحب کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اور اسی سلسلہ کے شمارہ نمبر 3 مارچ 2010ء میں حافظ انس نضر اور حافظ مصطفی راسخ نے "پاکستانی مصاحف کی حالتِ زار" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے پاکستانی مصاحف میں رسم وضبط اور وقوف کی غلطیوں پر روشنی ڈالی ہے اور مصاحف کی تیاری میں رسم وضبط اور وقوف کے اصول وضوابط پر توجہ دینے کی ضرورت کا احساس دلایا ہے۔ اور اب پھر اسی مجلّہ "رُشد" کی خصوصی اشاعت "قراءات نمبر" کی تیاری جاری ہے جس میں راقمہ نے علم الضبط سے متعلق "قرآنِ کریم میں تنوین کا ضبط" اور "محذوف حروفِ مدہ کا ضبط" کے عنوان سے دو مختلف مضامین علم الضبط کے بنیادی قواعد کی روشنی میں ترتیب دیے ہیں۔ اس کے علاوہ "قرآنِ کریم کا نظامِ نقط و اعجام اور اس سے متعلقہ مستشرقین کے اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے حافظ محمد اجمل نے 2008 میں پنجاب یونیورسٹی کے شیخ زاید اسلامک سنٹر سے پی ایچ۔ڈی کی سطح کا ایک مقالہ لکھا۔ اس مقالہ کے ایک باب میں علم الضبط کی چند علامات پر بحث کی گئی ہے۔ اور علم الضبط کے متعلق مستشرقین و متجددین کے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اور "قرآنی نقط و اعراب اور استشراقی تعبیرات و اوہام: ناقدانہ جائزہ" کے عنوان سے حافظ محمد اجمل نے ہزارہ اسلامیکس جون تا جنوری 2016ء میں ایک مضمون لکھا ہے۔ اور 2017 میں "قرآنِ کریم کا ضبط اور اس سے متعلقہ اہم مباحث (تحقیقی مقالہ)" کے عنوان سے یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس سے راقمۃ الحروف نے ڈاکٹر حافظ انس نضر مدنی کی زیرِ نگرانی ایم۔فل سطح کا ایک مقالہ لکھا ہے جس میں علم الضبط کے آغاز وارتقاء سے لے کر بنیادی قواعد الضبط، علاماتِ ضبط اور ان کی مختلف صورتوں کو مدلل انداز میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ اور "قرآنِ کریم اور علم الضبط" کے عنوان سے موصوفہ نے ایک مضمون ششماہی "تبیین" میں لکھا اور "علم الضبط: آغاز وارتقاء" کے عنوان سے ایک مقالہ "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی" میں منعقدہ عالمی قراءات کانفرنس میں پیش کیا جو ابھی مراحل پبلشنگ میں ہے۔

اور پاکستان میں پچھلے مطبوعہ مصاحف میں سے کوئی مصحف رسمِ عثمانی / رسمِ قرآنی اور قواعد الضبط سے مکمل موافق و مطابق نہیں ہے۔ البتہ اب ادارہ دارالسّلام نے ایک مصحف رسمِ عثمانی کے موافق طبع کیا ہے اور اس میں رموزِ او قاف پر بھی توجہ دی گئی ہے اور کئی کلمات کے ضبط کو بھی درست کیا گیا ہے۔ تاہم مکمل قواعد الضبط کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

اسی طرح المصباح ادارے نے قاری ڈاکٹر حافظ رشید احمد تھانوی کی زیرِ نگرانی ایک مصحف تیار کیا ہے جو کہ ابھی طباعت کے تکمیلی مراحل میں ہے اور منظرِ عام پر نہیں آیا۔ اس مصحف کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سطروں میں متن کی ترتیب حسبِ معنی لگائی گئی ہے تاکہ سطر کے آخر میں قاری کے وقف کرنے کی صورت میں معنی میں

تبدیلی نہ آنے پائے۔ ادارہ محدّث بھی ایک مصحف کی تیاری میں مصروف ہے۔ جو رسمِ عثمانی وعلم الضبط قواعد وضوابط کے مطابق تیار کیا جارہاہے۔

علم الضبط کا آغاز

ابتداء میں قرآنِ کریم نقط الاعجام اور علاماتِ حرکات کے بغیر تھا۔ سب سے پہلے قرآن کریم پر نقاط لگائے گئے پھر خمس وعشر لگائے گئے۔[3] اس فن کے واضع کے متعلق کئی اقوال ہیں لیکن صحیح ترین روایات کے مطابق ابو الأسود الدؤلی (ظالم بن عمرو بن سفیان، اصحابِ علیؓ میں سے تھے)۔[4] امام ابو الأسود (ت69ھ) تابعین میں سے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم النحو کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ہی قرآنِ مجید میں نقطوں کے ذریعے نظامِ شکل کی ابتداء کی۔ ابوالأسود کے اس کام پر آمادہ ہونے کے پیچھے کئی محرکات بیان کئے جاتے ہیں۔[5] اس ضمن میں کتبِ تاریخ میں ایک مشہور واقعہ ملتاہے جو مختصراً پیش خدمت ہے:

عہدِ امیر معاویہؓ (ت60ھ) میں ابوالأسود الدؤلی (ت444ھ) نے ایک شخص کو سورۃ التوبۃ کی تیسری آیت میں لفظ "ورسولہ" کی لام کو کسرہ کے ساتھ پڑھتے سنا جو کہ غلط ہے، چنانچہ یہ بات ابوالأسود پر بہت گراں گزری اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہ پاک وبلند ہے اس سے کہ وہ اپنے رسول سے اعلانِ برأت کرے، پھر قبیلہ عبد القیس کے ایک آدمی کو ساتھ لیا اور اسے کہا کہ مصحف کی سیاہی سے مختلف (سرخ) رنگ کی روشنائی لو اور میں قرآنِ کریم کی تلاوت کروں گا اور تم میرے منہ کی طرف دیکھنا پھر جب میں اپنے ہونٹ کھولوں تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگادینا اور جب میں اپنے ہونٹوں کو گول کروں تو حرف کے (سامنے) ایک طرف ایک نقطہ لگادینا اور جب میں اپنے ہونٹوں کو جھکاؤں تو حرف کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا۔ اور جب تنوین پڑھوں تو دو نقطے لگادینا۔ چنانچہ اسی طرح انہوں نے مصحف کے شروع سے لے کر آخر تک نقطوں کی صورت میں اعراب لگادیے۔[6]

نقط الاعراب سرخ رنگ کی روشنائی سے لگائے گئے۔ اس کے متعلق امام الدانی (ت444ھ) کی رائے ملتی ہے کہ میں سیاہی سے نقطے دینا جائز نہیں سمجھتا کیونکہ اس میں رسمِ مصحف کا تغیر ہوتا ہے اور ایسے ہی ایک مصحف میں مختلف رنگوں کی روشنائیوں سے متفرق قراءتوں کا جمع کر دینا بھی جائز نہیں سمجھتا اس لئے کہ یہ نہایت حد سے بڑھی ہوئی تخلیط اور مرسوم کی بے حد تغییر ہے۔ ہاں میری رائے یہ ضرور ہے کہ حرکتیں، تنوین، تشدید، سکون اور مد سرخ روشنائی کے ساتھ اور ہمزہ (ہمزہ قطعی) زرد روشنائی سے لکھے جائیں۔[7]

امام ابو الاسود (ت69ھ) نے ابتداءً صرف حرکاتِ ثلاثہ اور تنوین کو ہی نقطوں سے ظاہر کیا تھا۔[8] ان کے بعد اہلِ علم انہی کے وضع کردہ نقط الاعراب پر ہی عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ خلافتِ عباسیہ کا دور آ گیا اور معروف جلیل القدر عالمِ دین امام الخلیل بن احمد الفراہیدی (ت170ھ) علمی افق پر نمودار ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے امام ابو الاسود کی وضع کردہ علامات میں مناسب تبدیلیاں کیں اور ان میں بعض نئی علامات کا اضافہ بھی کیا۔ امام الخلیل کے طریقہ کے مطابق کتب میں جو "شکل" کا انداز ملتا ہے وہ حروف کی صورتوں سے ہی مأخوذ ہے پس ضمہ (ـُ) واؤ کی چھوٹی صورت ہے جو حرف کے اوپر اس لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اصل واؤ مکتوبہ کے ساتھ ملتبس نہ ہو، اور کسرہ (ـِ) یاء کی مخفف صورت ہے جو حرف کے نیچے لکھا جاتا ہے اور فتحہ (ـَ) بچھا ہوا الف ہے جو حرف کے اوپر لکھا جاتا ہے۔[9] نیز امام خلیل بن احمد ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہمزہ، تشدید، روم اور اشمام وغیرہ کے لئے علامات و قواعد وضع کیے۔[10]

علامات الضبط میں اختلاف

مجموعی طور پر اہلِ مغرب اور اہلِ مشرق کے ہاں مختلف قسم کی علاماتِ ضبط رائج ہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ ان میں سے کون سی علاماتِ ضبط قوانینِ ضبط کے مطابق درست ہیں اور کون سی نہیں۔ بہر کیف ہر علاقے کے لوگ اپنے ہاں کی رائج علاماتِ ضبط کو ہی پہچانتے ہیں۔ کیونکہ بچپن سے ہی سب اپنے اپنے علاقے کے مخصوص طریقِ ضبط کے مطابق قرآنِ کریم پڑھنا سیکھتے ہیں۔ لہٰذا ایک علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقے کے مصحف سے تلاوت کرنے میں یقیناً مشکل پیش آ سکتی ہے۔ اگرچہ قرّاء حضرات اور حفّاظِ کرام کے لئے یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں۔ کیونکہ اس کی اصل تعلیم تو تلقی و سماع سے ہوتی ہے۔

عرب اور افریقی ممالک میں علاماتِ ضبط کے استعمال میں عموماً عربی زبان کے قواعد (صرف و نحو) کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ جبکہ بلادِ مشرق میں زیادہ تر صوت و تلفظ کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اگرچہ مصاحف میں ضبط کا مسئلہ توقیفی نہیں بلکہ اجتہادی ہے، لیکن بہر حال یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ تاہم کسی بھی علمی مسئلے میں ماہرین علماءِ فن کے مقرر کردہ قوانین و ضوابط کی پابندی کرنا لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح علم الضبط کے بھی مخصوص اصول و قواعد ہیں، جن کی پابندی کرنا بہر حال کتابتِ مصاحف کے وقت ضروری ہے۔ لہٰذا علامات تو مختلف ہو سکتی ہیں لیکن قواعد تو وہی رہیں گے جو ماہرینِ فن مدوّن کر چکے۔

مقالہ ہٰذا میں عالمِ اسلام میں معیاری قرار پائے جانے والے مصاحف میں سے مصحفِ مدینہ (جس کا ضبط ماہرینِ فن کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ہے) اور پاکستانی مصاحف میں معیاری قرار دیا جانے والا مصحف "انجمن حمایتِ اسلام" کا

نسخہ اور ''تاج کمپنی'' کا سولہ سطری نسخہ جو پاکستان میں حفّاظ کے لئے تیار کیا جاتا ہے، ان دونوں نسخوں کے ضبط کا مصحفِ مدینہ کے ضبط کے ساتھ موازنہ کریں گے تاکہ پاکستانی مصاحف کے ضبط میں پایا جانے والا اختلاف واضح ہوسکے اور ہم جان سکیں کہ ہمارے مصاحف کا ضبط اس فن کے قواعد سے کس درجہ مطابق ہے؟اور پاکستان میں ایک معیاری مصحف کی تیاری میں علم الضبط کے قواعد کی پابندی کرنے میں مدد مل سکے۔

یہاں یہ حقیقت بیان کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ پاکستانی مصاحف کا آپس میں بھی علم الرسم، علم الضبط اور دیگر فنونِ لفظی میں بہت اختلاف ہے۔ لیکن اس مختصر مقالہ میں ان تمام مصاحف کا جائزہ لینا ممکن نہیں ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو پھر ایک الگ مقالے میں پاکستانی مصاحف کے ضبط و رسم کا آپس میں تقابل کریں گے تاکہ ہمیں ان فنون اور ان کی اصل اہمیت سمجھنے میں آسانی ہوسکے۔ تاہم یہاں ہم نے صرف پاکستان میں معیاری سمجھے جانے والے مصاحف میں سے دو نسخے اور عالمِ اسلام میں معیاری قرار پانے والے مصاحف میں سے مصحفِ مدینہ کو منتخب کیا ہے۔ اور مصحفِ امیری اور شامی مصحف کا بتوفیقِ الٰہی اور بشرطِ زندگی وبشرطِ صحت پھر جائزہ لیں گے۔ ان شاءاللہ۔

علم الضبط کے بنیادی قواعد

یہاں ہم منتخب مصاحف میں سے علم الضبط کے بنیادی قواعد کا آپس میں موازنہ کریں گے۔اس سے پہلے ہم مصحفِ مدینہ اور پاکستانی مصحف کے ان صفحات کا عکس پیش کرتے ہیں جن سے ان کی کتابت کی اصل کا اندازہ لگایا جاسکے۔

مصحفِ مدینہ کا عکس:

بسم الله الرحمن الرحيم

رواية هذا المصحف

ومصطلحات رسمه وضبطه وعدّ آيه

كُتِبَ هذا المصحفُ الكريمُ، وضُبِطَ على ما يوافقُ رواية حفص بن سليمان بن المغيرة الأسديّ الكوفيّ لقراءة عاصم بن أبي النَّجود الكوفيّ التابعيّ عن أبي عبد الرحمن عبد الله ابن حبيب السُّلميّ عن عثمان بن عفان، وعليّ بن أبي طالب، وزيد بن ثابت، وأُبيّ ابن كعب عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم.

وأُخِذَ هجاؤه ممّا رواه علماءُ الرسم عن المصاحف التي بعث بها الخليفةُ الراشدُ عثمانُ بن عفان «رضي الله عنه» إلى مكة، والبصرة، والكوفة، والشام، والمصحف الذي جعله لأهل المدينة، والمصحف الذي اختصّ به نفسَهُ، وعن المصاحف المنتسخة منها، وقد رُوعي في ذلك ما نقله الشيخان: أبو عمرو الداني، وأبو داود سليمانُ بن نجاح مع ترجيح الثاني عند الاختلاف غالبًا، وقد يُؤخذُ بقول غيرهما.

هذا، وكلُّ حرفٍ من حروف هذا المصحف موافقٌ لنظيره في المصاحف العثمانية السابق ذكرُها.

وأُخذت طريقةُ ضبطه ممّا قرّره علماءُ الضبط على حسب ما ورد في كتاب «الطراز على ضبط الخرّاز» للإمام التَّنَسي، وغيره من الكُتُب، مع الأخذ بعلامات الخليل بن أحمد، وأتباعه من المشارقة غالبًا بدلًا من علامات الأندلسيين والمغاربة.

أ

انجمن حمایتِ اسلام کے مصحف کا عکس:

۶۴

حرفِ چند

1935ء میں صحت لفظی کے اہتمام اور طباعت کے اعلیٰ معیار کی بدولت انجمن حمایت اسلام کا مصحف اشرفی قرآن سے موسوم ہوا، کیونکہ اس مصحف میں غلطی کی نشاندہی کرنے والے کو ایک طلائی اشرفی کے انعام کا حق دار ٹھہرایا گیا تھا۔ اس نسخۂ قرآن کریم پر تمام مسالک کے جید علماء کرام نے اعتماد کا اظہار کیا، جن میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی ندوۃ العلماء لکھنؤ، مولانا سعید احمد دہلی، مولانا عبدالسلام ندوی اعظم گڑھ، مولانا سید علی الحائری خطیب مسجد حائری موچی دروازہ لاہور، مولانا احمد علی لاہوری خطیب شیرانوالہ گیٹ لاہور، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور، مولانا غلام مرشد خطیب بادشاہی مسجد لاہور شامل تھے۔

3 اگست 1973ء کو علماء کمیٹی برائے صحت طباعت قرآن حکیم کا اجلاس زیر صدارت وزیر حج و اوقاف قومی اسمبلی کے کمیٹی روم نمبر 3 اسلام آباد میں ہوا۔ جس میں مولانا قاضی زاہد الحسینی اٹک، مولانا محمد میاں صدیقی علماء اکیڈمی اوقاف لاہور، قاری اظہار احمد تھانوی مدرسہ تجوید القرآن لاہور، مولانا عطاء اللہ حنیف لاہور، مولانا قاضی اسرار الحق راولپنڈی، مولانا اختر حسین زیدی لاہور، مولانا ناز ابرقا کی صدر جمعیت علماء پاکستان کراچی، مفتی حبیب احمد سیالکوٹ، مولانا سید محمد علی ایم این اے، علامہ رشید ترابی کراچی، نے شمولیت کی۔

اس اجلاس میں علماء کے سامنے پاکستان میں طبع ہونے والے دیگر نسخہ ہائے قرآن کریم بھی رکھے گئے۔ لیکن تصحیح کے اہتمام اور حسن طباعت کے اعتبار سے انجمن حمایت اسلام کے نسخہ کو اتفاق رائے سے پاکستان کا معیاری مصحف قرار دیا گیا۔

7 مارچ 2017ء کو وفاقی وزارت مذہبی امور اسلام آباد نے وفاقی وزیر کی موجودگی میں پاکستان کے تمام صوبوں کے بشمول آزاد کشمیر اور تمام مسالک کے علماء کی تائید کے بعد دوبارہ اسی نسخہ کو "پاکستان کا معیاری مصحف" قرار دیا۔

مصاحف کی کتابت میں مرورِ زمانہ کے ساتھ رسم کی چند معمولی تصحیفات نادانستہ نقل ہوتی چلی آرہی تھیں۔ شاہ فہد قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ کے ڈاکٹر محمد الیاس فیصل مدظلہ رکن مراجعہ کمیٹی مصحف نستعلیق نے دیگر اراکین کے مشورہ و تحقیق سے 1989ء میں ان کی تصحیح کی۔ نومبر 2015ء کے قرآن سیمینار منعقدہ مدینہ منورہ میں سینئر ریسرچ آفیسر ڈاکٹر محمد شفاعت ربانی مدظلہ نے اپنے مقالہ کے ذریعہ ان کی علمی بنیاد فراہم کی اور ہمارے ہاں رائج مبنی امام دانی کو تحریر کے ذریعہ تقویت دی برصغیر پاک و ہند میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی علمی کاوش ہے۔ چنانچہ عالم اسلام کے ان دو ماہرین رسم کی تصریحات کی روشنی میں ان سے مسلسل مشاورت کے بعد اپریل 2016ء میں انجمن حمایت اسلام کے موجودہ نسخہ قرآن کریم میں بھی تصحیح کر دی گئی۔ اس کاوش میں مولانا سید خلیق ساجد بخاری اور جناب کاشف اقبال صاحب نے گرانقدر خدمات انجام دیں اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ صحت لفظی کے اعتبار سے اب اسے اشرفی قرآن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس مصحف کو دوبارہ پاکستان کا معیاری مصحف قرار دلوانے میں جن احباب نے بھی اپنی ہمت وقدرت کے مطابق کام کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اپنی شان کے لائق جزاءِ خیر عطا فرمائے۔

جسٹس (ر) منظور حسین سیال
صدر انجمن حمایت اسلام لاہور

ہمارے منتخب کردہ تیسرے مصحف کی بنیاد یہی دوسرا مصحف یعنی انجمن حمایتِ اسلام کا نسخہ ہے۔ اس لئے اس کا عکس پیش نہیں کیا جارہا البتہ ضبط کی امثلہ کے لئے اس تیسرے مصحف یعنی تاج کمپنی کے نسخے سے بھی مثالیں پیش کی جائیں گی تا کہ ان میں پایا جانے والا فرق واضح ہو سکے۔

علم الضبط کے بنیادی قواعد اور مصاحف میں ان کی پابندی کا جائزہ

تمام قواعد الضبط کو ایک مختصر آرٹیکل میں تفصیل سے بیان نہیں جاسکتا اس لئے مثالیں سمجھانے کے لئے اور مصاحف کے ضبط میں فرق واضح کرنے کے لئے بنیادی قواعد کی طرف اشارے کرتے ہوئے منتخب مصاحف میں سے مثالیں پیش کئے دیتے ہیں تا کہ ہمارا مقصد بیان ہو سکے کہ پاکستانی مصاحف میں کس قدر علم الضبط کے قواعد کی پابندی کی جاتی ہے۔ تمام قواعد کے ساتھ پہلی مثال مصحفِ مدینہ میں سے اور دوسری مثال پاکستانی مصحف "انجمن حمایتِ اسلام" کے نسخہ سے اور تیسری مثال پاکستان میں بہت زیادہ مقبول مصحف "تاج کمپنی" کے سولہ سطری نسخے سے پیش خدمت ہیں۔

❁ ہمزہ قطعی

ہمزہ قطعی کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ۱مصوّرہ ۲غیر مصوّرہ

æ اگر ہمزہ کی صورت (کرسی) نہ ہو تو ہمزہ کو مطلقاً سطر پر رکھ دیا جائے گا۔[11]

ہمزہ غیر مصورہ کلمہ کے شروع میں

ءَامَنُوٓاْ	اٰمَنُوْا	اٰمَنُوْٓا [12]

ہمزہ غیر مصوّرہ کلمہ کے درمیان میں

رَءَاهُ	رَاٰهُ	رَاٰهُ [13]

ہمزہ غیر مصوّرہ کلمہ کے آخر میں

جَآءَ	جَآءَ	جَآءَ [14]

æ ہمزہ مصورہ کی چار حالتیں ہیں:

۱ہمزہ مصورہ مفتوحہ ۲ہمزہ مصورہ ساکنہ

۳ہمزہ مصورہ مکسورہ ۴ہمزہ مصورہ مضمومہ

æ ہمزہ مصورہ اگر مفتوحہ یا ساکنہ ہو تو اپنی صورت (کرسی) کے اوپر رکھا جائے گا۔[15]

ہمزہ مصورہ مفتوحہ بصورتِ الف کلمہ کے شروع میں (ہمزہ ساکنہ کلمہ کے شروع میں نہیں آتا)

أَجْرُ[16]	أَجْرُ	أَجْرُ

ہمزہ مفتوحہ بصورتِ الف، وسطِ کلمہ میں

وَرَأَيْتَ[17]	وَرَأَيْتَ	وَرَأَيْتَ

ہمزہ ساکنہ بصورتِ الف، وسطِ کلمہ میں

وَكَأْسًا[18]	وَكَأْسًا	وَكَأْسًا

ہمزہ مفتوحہ بصورتِ الف کلمہ کے آخر میں

نَبَأَ[19]	نَبَأَ	نَبَأَ

ہمزہ مفتوحہ بصورتِ واوَ

فُؤَادَكَ[20]	فُؤَادَكَ	فُؤَادَكَ

ہمزہ ساکنہ بصورتِ واوَ

مُؤْصَدَةٌ[21]	مُؤْصَدَةٌ	مُؤْصَدَةٌ

ہمزہ مفتوحہ بصورتِ یاء

قُرِئَ[22]	قُرِئَ	قُرِئَ

ہمزہ ساکنہ بصورتِ یاء

نَبِّئْ[23]	نَبِّئْ	نَبِّئْ

æ اگر ہمزہ مصورہ مکسورہ ہو تو اپنی شکل کے نیچے رکھا جائے گا۔[24]

ہمزہ مکسورہ بصورتِ الف اوّل کلمہ میں

إِنْ هُمْ إِلَّا[25]	إِنْ هُمْ إِلَّا	إِنْ هُمْ إِلَّا

ہمزہ مکسورہ بصورتِ الف، وسطِ کلمہ میں

فَإِذَا	فَاِذَا	فَاِذَا(26)

ہمزہ مکسورہ بصورتِ الف، آخر کلمہ میں

مِن نَّبَإِ	مِنْ نَّبَاِ	مِنْ نَّبَاِ(27)

ہمزہ مکسورہ بصورتِ واؤ

ٱللُّؤۡلُؤِ	اللُّؤْلُؤِ	اللُّؤْلُؤِ(28)

ہمزہ مکسورہ بصورتِ یاء، وسطِ کلمہ میں

سُئِلَتۡ	سُئِلَتْ	سُئِلَتْ(29)

ہمزہ مکسورہ بصورتِ یاء آخر کلمہ میں

ٱمۡرِيٕ	امْرِئٍ	امْرِئٍ(30)

æ ہمزہ مصورہ اگر مضمومہ ہو تو اپنی صورت کے اوپر رکھا جائے گا۔[31]

ہمزہ مصوّرہ مضمومہ بصورتِ الف

أُكُلُهَا	اُكُلُهَا	اُكُلُهَا(32)

ہمزہ مصورہ مضمومہ بصورتِ واؤ

يَكۡلَؤُكُم	اٰبَآؤُكُمْ	يَكْلَؤُكُمْ(33)

ہمزہ مصوّرہ مضمومہ بصورتِ یاء

يُنشِئُ	يُنْشِئُ	يُنْشِئُ(34)

❀ ہمزہ وصلی

یعنی وہ ہمزہ جو کلمہ کے شروع میں تو ثابت رہے مگر کلمہ کے درمیان میں کتابت میں موجود رہے لیکن نطقاً حذف ہو جائے۔[35]

چونکہ وصل کے معنی ملنے یا ملانے کے ہیں۔ اور ہمزہ وصلی کے ذریعے پہلے والے حرف کی آواز کو بعد والے ساکن حرف کی آواز کے ساتھ ملایا جاتا ہے، اس لئے اس کا نام ہمزہ وصلی رکھا گیا ہے۔[36] علم الضبط چونکہ وصل پر مبنی ہے۔ اس

لئے ہمزہ وصلی کے لئے علامت کا ہونا ضروری ہے۔ ہمزہ وصلی کی چونکہ دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ ابتداء میں اس کا تلفظ ثابت رہتا ہے اور دوسری یہ کہ وصل کے وقت اس کا تلفظ ساقط ہو جاتا ہے۔ لہٰذا متقدمینِ علماءِ ضبط نے اس کے لئے علامت وضع کرنے پر غور کیا، جو کہ وصل کے وقت اس الف کے سقوط پر دلالت کرے۔[37]

عصرِ حاضر میں اہلِ مشرق اور ان کے نقاط صلہ کے طور پر صاد کا سرا لگاتے ہیں، جو ہمزۃ الوصل پر دلالت کرتا ہے۔[38] بعض علماءِ ضبط کے ہاں ہمزہ وصلی پر علامتِ صلہ صرف وہاں لگائی جائے گی جہاں اس سے ماقبل حرف پر وقف کرنا اور ہمزہ وصلی سے ابتداء کرنا ممکن ہو۔[39] جبکہ اہلِ مشرق علماءِ ضبط کے ہاں یہ قید نہیں ہے بلکہ وہ ہر صورت میں ہمزہ وصلی پر علامتِ صلہ لگانے کے قائل ہیں اور بغیر ماقبل کی حرکت کی اتباع کے لگاتے ہیں۔ یعنی علامتِ صلہ ہر صورت میں ہمزہ وصلی کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ البتہ پاکستانی مصاحف میں ہمزہ وصلی سے ابتداء کی صورت میں مطلق حرکت لگا دیتے ہیں۔ جبکہ اہلِ مغرب ایسی صورت میں مخصوص علامتِ ابتداء کے قائل ہیں جو کہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔

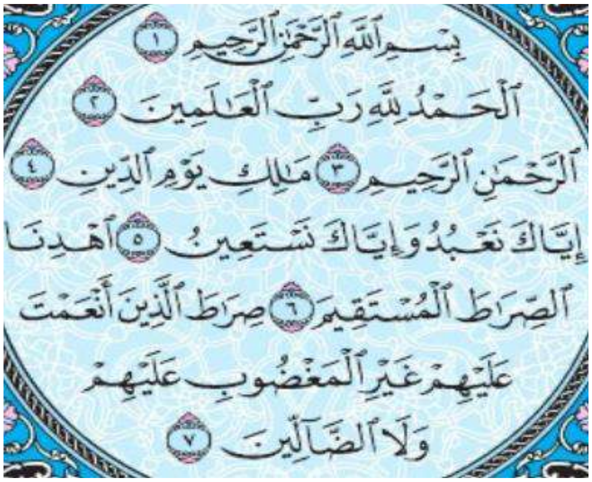

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ الرَّحۡمٰنِ
الرَّحِيۡمِۙ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِؕ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ
وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُؕ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ
الۡمُسۡتَقِيۡمَۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ
غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٱلرَّحۡمَٰنِ
ٱلرَّحِيمِ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ
إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ
ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ صِرَٰطَ
ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ
ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ

❁ حروفِ مدہ

حروفِ مدہ بالاتفاق ہر قسم کی علامت سے معریٰ رکھے جاتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوۡفُواْ بِٱلۡعُقُودِ	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ (40)

❁ محذوف حروفِ مدہ

امام الخراز کے نزدیک حروفِ مدہ میں حذف تین وجوہ سے ہوتا ہے۔۱ اجتماعِ مثلین کی وجہ سے. ۲ اختصار کی غرض سے. ۳ واؤ اور یاء میں سے اس کا عوض موجود ہونے کی وجہ سے۔ (41)

اجتماعِ مثلین کی مثالیں

تَرَٰٓءَا	تَرَآءَ	تَرَآءَ (42)
ٱلنَّبِيِّـۧنَ	النَّبِيّٖنَ	النَّبِيّٖنَ (43)
لِيَسُـُٔواْ ☆ فَـَٔاوُۥٓاْ	لِيَسُوْٓءٗا ☆ فَاْوٗا	لِيَسُوْٓءٗا (44) فَاْوٗا (45)

اختصار کی مثالیں

مَٰلِكِ ☆ ٱلصِّرَٰطَ	مٰلِكِ ☆ الصِّرَاطَ	مٰلِكِ (46) الصِّرَاطَ (47)

محذوف حروفِ مدہ کے عوض کی مثالیں

ٱلصَّلَوٰةَ	الصَّلٰوۃَ	الصَّلٰوۃَ(48)
بِسِيمَٰهُمْ	بِسِيمٰهُمْ	بِسِيمٰهُمْ(49)

محذوف حروفِ مدہ پر مدِّ فرعی

يَٰٓأَبَتِ	يٰٓاَبَتِ	يٰٓاَبَتِ(50)
لَا يَسْتَحْيِۦٓ	لَا يَسْتَحْيٖٓ	لَا يَسْتَحْيٖٓ(51)
إِنَّ رَبَّهُۥ كَانَ	اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ	اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ(52)
عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ	عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ	عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ(53)

❁ زائد حروف

زائد حروف پر علامت لگانے پر بھی اہلِ مشرق و مغرب کا اتفاق ہے۔ تاکہ واضح رہے کہ یہ حروف زائد فی المرسوم ہیں۔

أُو۟لَٰٓئِكَ	اُولٰٓئِكَ	اُولٰٓئِكَ(54)
كَانُوا۟	كَانُوْا	كَانُوْا(55)
نَبَإِى۟ ٱلْمُرْسَلِينَ	نَّبَاِىْ الْمُرْسَلِيْنَ	نَّبَاِىْ الْمُرْسَلِيْنَ(56)

❁ نونِ ملفوظی یا نونِ قطنی

تنوین کے نون ملفوظی اور مابعد مشدد یا ساکن حرف کے اتصال کی علامت کے طور پر مشرقی ممالک (خصوصاً ترکی، ایران، برِّصغیر اور چین) میں حرفِ منوّن کے بعد یا تنوین کے نیچے ایک چھوٹا سا نون لکھتے ہیں جو اکثر مکسور ہوتا ہے۔ اس نون کو نونِ قطنی کہتے ہیں۔

عرب اور افریقی ممالک کے مصاحف میں اس مقصد کے لئے کوئی علامت استعمال نہیں کی جاتی۔

فَإِنْ أَصَابَهُۥ خَيْرٌ ٱطْمَأَنَّ بِهِۦ	فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ	فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ (57)

❁ تنوین

تنوین کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ ترکیب ۲۔ تتابع

اگر نون تنوین کے بعد حروفِ حلقی (ء ھ، ع ح، غ خ) میں سے کوئی حرف آجائے تو دونوں حرکات کو اوپر نیچے برابر رکھا جائے گا۔ اصطلاح میں اس کو ترکیب کہتے ہیں۔[58] اور اگر نون تنوین کے بعد حروفِ حلقی اور "باء" کے علاوہ کوئی حرف آجائے تو منوّن حرف کی دونوں حرکات کو پے در پے آگے پیچھے رکھا جائے گا۔ اصطلاحِ فن میں اسے اتباع یا تتابع کہتے ہیں۔[59]

تنوینِ ترکیب کی مثال

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ	كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ	كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (60)

تنوینِ تتابع کی مثالیں

هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ	هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ	هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ (61)
وَكُلٌّ فِيهَا	وَكُلٌّ فِيهَا	كُلٌّ فِيهَا (62)

❁ نون ساکن

اگر نون ساکن کے بعد حروفِ حلقی (حروفِ حلقی کی وضاحت گزر چکی ہے) میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکن کے اوپر علامتِ سکون لگائی جائے گی اور حرفِ حلقی پر علامتِ حرکت لگائی جائے گی۔[63]

مَنْ حَمَلَ	مَنْ حَمَلَ	مَنْ حَمَلَ (64)

اگر نون ساکن کے بعد حروفِ ادغام (راء، لام، میم، نون) میں سے کوئی حرف آجائے تو عدمِ اظہار کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون ساکن کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائے گا، اور ادغامِ تام کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون ساکن کے مابعد واقع حرفِ ادغام پر علامتِ تشدید لگائی جائے گی۔[65] اگر نون ساکن کے بعد حروفِ ادغام (واؤ اور یاء) میں سے کوئی حرف آجائے تو عدمِ اظہار کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون ساکن کو علامتِ سکون سے خالی رکھا جائے گا۔ اور ادغامِ ناقص کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بعد والے حرف کو علامتِ تشدید سے خالی رکھا جائے گا، اور اس پر صرف علامتِ حرکت ہی لگائی جائے گی۔[66]

أَن لَّن يَقدِرَ	اَن لَّن يَّقدِرَ	لَّن يَّقدِرَ اَن (67)

اگر نون ساکن کے بعد حروفِ اخفاء میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکن کو علامتِ سکون سے خالی رکھیں گے، مابعد النون حرف کو صرف علامتِ حرکت دیں گے (68)

إِن كُنتَ	اِن كُنتَ	اِن كُنتَ (69)

❁ اقلاب

حرفِ اقلاب سے مراد حرفِ "باء" ہے۔(70) اقلاب کا مطلب ہے ایک چیز کا دوسری چیز میں بدل جانا۔ چونکہ نون تنوین یا نون ساکن کے بعد "باء" آجائے تو وہ "باء" میم کے ساتھ بدل جاتا ہے اس لئے اصطلاحِ قرّاء میں حرفِ "باء" کو حرفِ اقلاب کہتے ہیں۔(71)

اقلاب کے ضبط کی مثالیں

ضَلَـٰلٍ بَعِيدٍ	ضَلٰلٍ بَعِيدٍ	ضَلٰلٍ بَعِيدٍ (72)
فَانۢبَجَسَتۡ	فَانۢبَجَسَتۡ	فَانۢبَجَسَتۡ (73)

❁ اسمِ جلالہ

اسمِ جلالہ پر بالاتفاق فتحہ لگائی جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں اسمِ جلالہ پر الف قصیرہ لگائی جاتی ہے۔

ٱللَّهُ	اللّٰهُ	اللّٰهُ (74)

❁ علامتِ مد

مد اس زیادتی کو کہتے ہیں، جو حرفِ مد میں طبعی کششِ صوت کے علاوہ مقصود ہوتی ہے۔(75) جمہور علماءِ ضبط کے نزدیک حروفِ مد پر علامتِ مد لگانا از حد ضروری ہے۔(76)

اور جمہور (علماءِ ضبط) کی رائے کے مطابق علامتِ مد لگانا اس لئے ضروری ہے تاکہ وہ مدِ طبعی پر زیادتی کی نشاندہی کرے۔ (یعنی اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ یہاں آواز کو مدِ طبیعی سے زیادہ لمبا کرنا ہے)۔(77)

مد کی دو قسمیں ہیں: ۱ مدِ متصل ۲ مدِ منفصل

ہر دو قسم کی مد کے لئے علماء ضبط نے ایک ہی علامت تجویز کی ہے۔ البتہ برِّ صغیر پاک و ہند میں دونوں اقسام کے الگ الگ علامات (مدِّ متصل کے لئے بڑی مد اور مدِّ منفصل کے لئے چھوٹی مد) لگانے کا رواج ہے۔

مدِّ متصل کی مثالیں

حُنَفَآءَ	حُنَفَآءَ	حُنَفَآءَ (78)

مدِّ منفصل کی مثالیں

وَمَآ أُبَرِّئُ	وَمَآ أُبَرِّئُ	وَمَآ اُبَرِّئُ (79)

امام الدانی کا قول ہے:

درست بات تو یہ ہے کہ ہر حرف کو اس کا پورا حق دیا جائے حرکات و اعراب کے ساتھ جس کا وہ مستحق ہو حرکت، سکون، شد، مد اور ہمزہ وغیرہ میں سے۔ (80)

مقالہ ہٰذا میں مصاحف کے ضبط کا تقابل کرنے سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے مصاحف میں مصحفِ مدینہ کے ساتھ پایا جانے والا اختلاف سمجھ سکیں۔ کہ کن کن امور میں ہمارے مصاحف کا ضبط قواعد الضبط سے مختلف ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا امثلہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے مصاحف کے ضبط میں کئی مقامات پر اختلاف ہے۔ جیسے:

- ہمزہ کے مسائل میں، ہمارے ہاں ہمزہ قطعی اور ہمزہ وصلی میں قطعاً فرق نہیں کیا جاتا۔
- ہمزہ قطعی مصورہ ہو تو چند ایک صورتوں کے علاوہ اسے ایک ہی طرح بغیر ہمزہ قطعی کی علامت (عین مقطوعہ) کے لکھا جاتا ہے۔
- ہمزہ وصلی پر علامتِ وصل نہیں لگائی جاتی۔
- ہمزہ وصلی سے ابتداء کی صورت میں اس پر مطلق حرکت لگا دی جاتی ہے۔
- حروفِ مدہ پر اجتماعی موقف کے برعکس علامتِ سکون لگائی جاتی ہے۔
- محذوف حروفِ مدہ کی جگہ بھی مختلف حرکات لگائی جاتی ہیں۔
- الف محذوف کی جگہ کھڑی زبر لگائی جاتی ہے۔ اور ما قبل حرف پر حرکت ہی نہیں لگاتے۔ جبکہ ما قبل حرف پر بالاتفاق فتحہ لگائی جاتی ہے۔ جیسا کہ مثالوں میں فرق دیکھا جا سکتا ہے۔
- اسی طرح ہمارے ہاں یاء محذوفہ کی جگہ کھڑی زیر لگاتے ہیں اور اس سے ما قبل حرف پر بھی حرکت نہیں لگاتے۔

- اور واوٗ محذوفہ کی جگہ الٹا پیش (جس کو ضمّہ مقلوبہ بھی کہتے ہیں) لگاتے ہیں۔ اور اس کے ماقبل کی حرکت بھی ختم کر دیتے ہیں۔
- اسی طرح زائد فی المرسوم حروف کے لئے بھی ہمارے ہاں کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔
- تنوین میں بھی کسی قسم کا کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ ہر قسم کی تنوین ایک ہی طرح ترکیب کی صورت لگائی جاتی ہے۔
- اسی طرح نون ساکن کے معاملے میں بھی اظہار، اخفاء، ادغامِ ناقص، ادغامِ تام یا اقلاب میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا بلکہ ہر جگہ پر نون ساکن کی صورت میں نون پر علامتِ سکون لگاتے ہیں۔
- اسی طرح ادغام میں بھی خواہ وہ ادغامِ ناقص ہو یا ادغامِ تام دونوں صورتوں میں مدغم فیہ پر تشدید لگائی جاتی ہے۔
- اقلاب کی صورت میں اگر وہ نون ساکن سے ہو رہا ہو تو نون ساکن پر علامتِ سکون بھی لگاتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی نون ساکن کے اوپر ہی چھوٹی میم بھی لکھتے ہیں۔
- اور اگر تنوین سے اقلاب ہو رہا ہو تو تنوین ترکیب لگا کر اس کے ساتھ ہی چھوٹی میم بھی لکھ دیتے ہیں۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ ہمارے مصاحف کا ضبط مصحفِ مدینہ کے ضبط سے مختلف ہے۔ چونکہ مصحفِ مدینہ کا ضبط قواعد الضبط کے مطابق ہے تو ہمیں بھی اپنے مصاحف کا ضبط بہتر کرنے کی کوشش کرنے چاہئے۔ اگرچہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے لیکن بہر حال علمی مسئلہ ہے۔ اور کسی بھی علم کے ماہرین جو قواعد وضوابط وضع کر دیں ان کی پابندی کرنا اس فن کی خوبصورتی کے لئے لازم ہوتا ہے۔

حوالہ جات

1. الجرجاني، علي بن محمد بن علي، التعريفات، دار الكتب العلميہ بيروت، لبنان، الطبعة الأولى 1403ھ، ص137

2. الهروي، أبوعبيد، القاسم بن سلام، الناسخ والمنسوخ في القرآن العزيز، مكتبة الرشد، شركة الرياض، الرياض، الطبعة الثانية، 1418ھ/1997م (المقدمہ): ص84
3. الداني، أبو عمرو عثمان بن سعيد، المحكم في نقط المصاحف، دار الفكر، دمشق، الطبعة الثانية، 1407ھ (مقدمة المحقق): ص26
4. الداني، المحكم: ص2
5. ابنِ عساكر، أبو القاسم علي بن حسن، تاريخ دمشق: ، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، 1415ھ-1995م، 25/176
6. ابنِ نديم، أبو الفرج محمد بن اسحاق، الفهرست: ص61، دار المعرفة، بيروت لبنان، الطبعة الثانية، 1417ھ-1997م
7. الداني، المحكم: ص3؛ ابنِ عساكر، تاريخ دمشق: 25/193.
8. الداني، النقط: ص130، مكتبة الكليات الأزهرية القاهرة؛ السيوطي، الإتقان: 4/185.
9. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن: 4 /184، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1394ھ-1974م
10. الداني، المحكم: ص7
11. الداني، النقط: ص129
12. التنسي، أبو عبد الله محمد بن عبد الله، الطراز في شرح ضبط الخراز، مجمع الملك فهد، المدينة المنورة، 2008م: ص176
13. سورة البقرة، 9:2
14. سورة العلق، 7:96
15. سورة النصر، 1:110
16. الطراز: ص179
17. سورة التين، 6:95
18. سورة النصر، 2:110
19. سورة النبا، 34:78
20. سورة المائدة، 27:5
21. سورة الفرقان، 32:25
22. سورة البلد، 20:90
23. سورة الأعراف، 204:7
24. سورة الحجر، 49:15

25. الطراز:ص180
26. سورۃ الفرقان،44:25
27. سورۃ الإسراء،104:17
28. سورۃ القصص،3:28
29. سورۃ الواقعۃ،23:56
30. سورۃ التکویر،8:81
31. سورۃ عبس،37:80
32. الطراز:ص180
33. سورۃ الرعد،36:13
34. سورۃ الأنبياء،42:21
35. سورۃ العنکبوت،20:29
36. قواعد الإملاء، عبد السلام هارون: ص8، مكتبة الأنجلو المصرية، القاهرة، 1993م
37. قواعد الإملا: ص8
38. الطراز:ص231
39. القلقشندي، أحمد بن علي، صبح الأعشى في صناعة الإنشاء، دار الكتب العلمية، بيروت، س،ن: 3/166
40. الطراز:ص239
41. سورۃ المائدۃ،1:5
42. أيضاً: ص260
43. سورۃ الشعراء،61:26
44. سورۃ البقرۃ،61:2
45. سورۃ الإسراء،7:17
46. سورۃ الکھف،21:18
47. سورۃ الفاتحۃ،4:1
48. سورۃ الفاتحۃ،6:1
49. سورۃ البقرۃ،3:2

50. سورۃ الأعراف،48:7
51. سورۃ مریم،19:42
52. سورۃ البقرۃ،25:2
53. سورۃ الإنشقاق،84:15
54. سورۃ الفرقان،25:1
55. سورۃ البقرۃ،2:5
56. سورۃ البقرۃ،2:10
57. سورۃ الأنعام،34:6
58. سورۃ الحج،11:22
59. المحکم: ص68؛ النقط: ص131.
60. المحکم: ص69؛ النقط: ص131.
61. سورۃ القصص،88:28
62. سورۃ البقرۃ،2:2
63. سورۃ الأنبیاء،99:21
64. أصول الضبط: ص75؛ المحکم: ص73؛ النقط: ص135؛ الطراز: ص65.
65. سورۃ طٰہٰ،20:111
66. المحکم: ص73؛ الطراز: ص67.
67. أصول الضبط: ص80
68. سورۃ البلد،90:5
69. المحکم: ص75
70. سورۃ مریم،19:18
71. الطراز: 49
72. المحکم: ص75
73. سورۃ ق،50:27
74. سورۃ الأعراف،7:160

75. سورۃ البقرۃ،2:7
76. الإتقان:1/333
77. محمد سالم محیسن، إرشاد الطالبین، دار محیسن للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، 1423ھ/2002م: ص21
78. أیضاً
79. سورۃ البیّنۃ،98:5
80. سورۃ یوسف،12:53
81. المحکم: ص56